کا عذاب انہیں دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ میری نیک بچی!
جو عورت کتے کی شکل میں تھی۔ اور آگ اس کی دبر سے داخل کر کے منہ
سے نکالتے تھے۔ وہ ماتم کرنے والی تھی۔

نتیجہ:

اگر آپ مذکورہ بالا کتب شیعہ کے حوالہ جات کو نظر انصاف سے پڑھیں گے۔
تو آپ یہ فیصلہ کر ہی لیں گے۔ کہ صحابہ کرام اور اہلِ بیت کے سب سے بڑے گستاخ
یہی لوگ ہیں۔ جو دکھلاوے کے لیے "محبان اہل بیت" کا روپ دھارے ہوئے
ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان گستاخانِ اہلِ بیت و صحابہ کرام کے لیے دنیا،
بوقت موت اور قبر و حشر میں ایسی سنگین سزائیں تیار رکھی ہیں۔ جو انہی کا حصہ ہیں۔

فاعتبروا یااولی الابصار

حضرت خاتون جنّت کا جناب صدیق اکبر کے ساتھ ناراضگی دُور کر کے راضی ہو جانا

گذشتہ اوراق میں آپ نے "باغ فدک" کے معاملہ میں "غنیمت" کے
بارے میں تحقیق ملاحظہ فرمائی۔ ہم چاہتے ہیں کہ اُسی کی تکمیل کے لیے چند ایسی عبارات
پیش کریں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہو۔ کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی ناراضگی اور عداوت نہ تھی۔ بلکہ دونوں "رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ"
کی عملی تصویر تھے۔ ان عبارات کو دیکھ کر اور پڑھ سُن کر ہر ذی انصاف یہ تسلیم کرے
گا۔ کہ اگر بالفرض سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بتقاضائے بشری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سے ناراض ہوئی بھی تھیں۔ تو یہ ناراضگی عارضی تھی۔ اور چند روز سے زائد ثابت نہیں ہوئی۔ ہم اپنی اہل سنت و جماعت اور اُن کی رشید حضرات) کتب سے اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

روایاتِ کتب اہل سُنّت و جماعت

البدایۃ والنہایۃ:

روایت ۱:

فَالَ الْحَافِظ ابو بکر البیھقی انبانا ابو عبد الله محمد بن یعقوب حدثنا محمد بن عبد الوھاب ثنا عبدان عثمان العتکی بنیسابور انبانا ابو حمزة عن اسماعیل بن ابی خالد عن الشعبی قال لما مَرِضَتْ فَاطِمَةُ اَتَاھَا اَبُوْبَکْرٍ الصِّدِّیْقُ فَاسْتَأْذَنَ عَلَیْھَا فَقَالَ عَلِیٌّ یَا فَاطِمَةُ ھٰذَا اَبُوْ بَکْرٍ یَسْتَأْذِنُ عَلَیْکِ فَقَالَتْ اَتُحِبُّ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ قَالَ نَعَمْ فَاَذِنَتْ لَهٗ فَدَخَلَ عَلَیْھَا یَتَرَضَّاھَا فَقَالَ وَاللهِ مَا تَرَکْتُ الدَّارَ وَالْمَالَ وَالْاَھْلَ وَالْعَشِیْرَةَ اِلَّا ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ وَمَرْضَاةِ رَسُوْلِهٖ وَمَرْضَاتِکُمْ اَھْلِ الْبَیْتِ ثُمَّ تَرَضَّاھَا حَتّٰی رَضِیَتْ وَھٰذَا اِسْنَادٌ جَیِّدٌ قَوِیٌّ۔ وَالظَّاھِرُ اَنَّ عَامِرَ الشَّعْبِیَّ سَمِعَهٗ مِنْ عَلِیٍّ اَوْ مِمَّنْ سَمِعَهٗ مِنْ عَلِیٍّ وَقَدِ اعْتَرَفَ عُلَمَاءُ اَھْلِ الْبَیْتِ بِصِحَّةِ مَا حَکَمَ بِهٖ اَبُوْبَکْرٍ فِیْ ذٰلِکَ قَالَ الْحَافِظُ البیھقی انبانا

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ حَدَّثَنَا اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّار ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِسْحٰقَ الْقَاضِىْ ثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا اِبْنُ دَاوٗدَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوْقٍ قَالَ قَالَ زَيْدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَمَّا اَنَا فَلَوْ كُنْتُ مَكَانَ اَبِيْ بَكْرٍ لَحَكَمْتُ بِمَا حَكَمَ بِهٖ اَبُوْبَكْرٍ فِيْ فَدَكَ۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد پنجم باب انہ علیہ السلام قال لانورث ۔ صـ۲۸۹ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حافظ ابوبکر البیہقی نے کہا۔ کہ امام شعبی سے کئی واسطوں کے ذریعہ ہمیں روایت پہنچی۔ کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں۔ تو ابوبکر صدیق آئے۔ اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ سے پوچھا۔ باہر ابوبکر ہیں۔ وہ اندر آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ تو سیدہ نے کہا۔ کیا تم (علی) انہیں اجازت دینا پسند کرتے ہو۔ کہا ہاں۔ تو سیدہ نے اجازت دے دی۔ ابوبکر اندر آئے۔ اور بیمار پرسی کی۔ اور کہا۔ اللہ کی قسم! میرا مکان، مال، گھربار اور خاندان صرف اللہ، اس کے رسول اور اس کے اہل بیت تمہاری خوشنودی کے لیے ہے۔ پھر ابوبکر سیدہ کو راضی کرتے رہے حتیٰ کہ وہ راضی ہوگئیں۔ (اس حدیث کی اسناد بہت خوب ہیں۔)

ظاہر یہی ہے۔ کہ یہ بات امام شعبی نے حضرت علی سے بلا واسطہ یا بالواسطہ سنی ہوگی۔ اور علمائے اہل بیت نے حضرت ابوبکر صدیق

کے (فدک کے بارے میں) فیصلہ کی صحت کا اقرار کیا ہے۔

حافظ البیہقی نے کہا۔ کہ زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے کہا۔ کہ اگر میں بھی ابو بکر صدیق کی جگہ پر ہوتا۔ تو "باغ فدک"، کا وہی فیصلہ کرتا۔ جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا ہے۔

روایت ۲ :

طبقات ابن سعد:

اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ جَاءَ اَبُوْبَکْرٍ اِلٰی فَاطِمَۃَ حِیْنَ مَرِضَتْ فَاسْتَاْذَنَ فَقَالَ عَلِیٌّ ھٰذَا اَبُوْبَکْرٍ عَلَی الْبَابِ فَاِنْ شِئْتِ اَنْ تَاْذَنِیْ لَہٗ قَالَتْ وَ ذٰلِکَ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ نَعَمْ فَدَخَلَ عَلَیْھَا وَ اعْتَذَرَ اِلَیْھَا وَ کَلَّمَھَا فَرَضِیَتْ عَنْہُ۔

(طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۲۷/ ذکر بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم (فاطمہ) مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت سیدہ فاطمہ کے گھر جانے کے لیے دروازے پر پہنچے۔ تو اندر آنے کی اجازت طلب کی حضرت علی نے کہا۔ دروازے پر ابو بکر کھڑے اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ اگر تمہاری خوشی ہو۔ تو آ جائیں۔ سیدہ نے کہا۔ کیا تم سے (اندر آنے کو) پسند کرتے ہو۔ کہا۔ ہاں۔ تو ابو بکر اندر آ گئے۔ اور سیدہ سے معذرت کی۔ اور گفتگو کی۔ تو سیدہ ان سے راضی ہو گئیں۔

روایت نمبر (۳)

فتح الباری:

رَوَی الْبَیْھَقِیُّ مِنْ طَرِیْقِ الشَّعْبِیِّ اِنَّ اَبَابَکْرٍ عَادَ فَاطِمَۃَ فَقَالَ لَھَا عَلِیٌّ ھٰذَا اَبُوْبَکْرٍ یَسْتَاذِنُ عَلَیْكِ قَالَتْ اَتُحِبُّ اَنْ اٰذَنَ لَہٗ قَالَ نَعَمْ فَاَذِنَتْ لَہٗ فَدَخَلَ عَلَیْھَا فَتَرَضَّاھَا حَتّٰی رَضِیَتْ۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد ۶ ص۱۵۱)

ترجمہ: امام بیہقی نے بطریق شعبی روایت کی۔ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ کی عیادت کے لیے گئے۔ حضرت علی نے سیدہ سے کہا۔ کہ دروازے پر ابوبکر کھڑے اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ سیدہ نے کہا۔ کیا تم اسے پسند کرتے ہو۔ کہا ہاں۔ تو سیدہ نے اجازت دے دی۔ ابوبکر آئے۔ اور سیدہ کو خوش کرنے کی کوشش کی۔ اور وہ راضی ہو گئیں۔

ان تین روایات سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوئے

۱۔ "لَمَّا مَرِضَتْ فَاطِمَۃُ اَتَاھَا اَبُوْبَکْرٍ" کے الفاظ سے معلوم ہوا۔ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ کی بیمار پرسی کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے۔

۲۔ "فَقَالَتْ اَتُحِبُّ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ قَالَ نَعَمْ" سے معلوم ہوا۔ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بوجہ محبوبِ علی رضی اللہ عنہ ہونے کے اندر آنے کی اجازت ملی۔

۳۔ "حَتّٰى رَضِيَتْ" سے معلوم ہوا۔ کہ اگر بتقاضائے بشریت سیدہ کے دل میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراضگی تھی بھی تو بالآخر وہ ختم ہو گئی۔ اور آپ راضی ہو گئیں۔

۴۔ "هٰذَا اِسْنَادٌ جَيِّدٌ" کے الفاظ حدیث کی سند قوی اور اچھی ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جس سے یہ استدلال ہو سکتا ہے۔ کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا واقعی راضی ہو گئیں۔ اور راضی خوشی اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔

۵۔ "فَلَوْ كُنْتُ مَكَانَ اَبِيْ بَكْرٍ لَحَكَمْتُ بِمَا حَكَمَ بِهٖ اَبُوْبَكْرٍ فِيْ فَدَكٍ" کے الفاظ سے معلوم ہوا۔ کہ زید بن امام زین العابدین نے جو امام اہل بیت ہیں۔ نے فرمایا۔ کہ ابوبکر صدیق کا فیصلہ حق تھا۔ اور اگر ابوبکر کی جگہ میں ہوتا۔ تو یہی فیصلہ کرتا۔ کیونکہ حق یہی تھا۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ ابوبکر صدیق حق پر تھے۔

۶۔ فَاِنْ شِئْتِ اَنْ تَاْذَنِيْ" سے معلوم ہوا۔ کہ سیدہ کی خواہش پر اور حضرت علی رضی عنہ کی پسند پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت ملی۔

۷۔ "وَكَلَّمَهَا فَرَضِيَتْ" سے معلوم ہوا۔ کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان سلسلۂ کلام چلا۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ سیدہ رضی اللہ عنہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گئیں۔

لہٰذا یہ بات غلط ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

تا دمِ مرگ ناراض رہیں۔ اور "باغ فدک" کے قبضہ کے بعد سیدہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آخری دم تک قطعاً گفتگو نہیں فرمائی۔ اور ناراض ہوتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی یہ کہہ دے۔ کہ یہ روایات تو اہل سنت وجماعت کی ہیں۔ اور انہوں نے اپنے عقیدہ کے مطابق ایسی روایات گھڑلی ہوں گی۔ جن سے دونوں کے درمیان راضی نامہ معلوم ہو سکے۔ لیکن بات تب بنے گی۔ اگر ہماری (شیعہ) کتب سے یہی مضمون رضامندی دکھا دو۔ تو ہم اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اب شیعہ حضرات کی کتب سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مابین گفتگو ہونا اور راضی نامہ ہونا ذکر کرتے ہیں۔

روایات از کتب شیعہ:

باغِ فدک کے متعلق صدیقی فیصلہ عملِ رسول کے عین مطابق تھا

شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید

روایت ۱:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ مِنْ فَدَكٍ قُوْتَكُمْ وَيُقَسِّمُ الْبَاقِيَ وَيَحْمِلُ مِنْهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَكِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ اَصْنَعَ بِهَا كَمَا كَانَ يَصْنَعُ فَرَضِيَتْ بِذٰلِكَ وَاَخَذَتِ الْعَهْدَ عَلَيْهِ بِهٖ وَكَانَ يَاْخُذُ غَلَّتَهَا فَيَدْفَعُ اِلَيْهِمْ مِّنْهَا مَا يَكْفِيْهِمْ ثُمَّ

فَعَلَتِ الْخُلَفَآءُ بَعْدَہٗ کَذٰلِكَ اِلٰی اَنْ وَلِیَ مُعَاوِیَۃُ۔

(شرح نہج البلاغہ ابن حدید جز ۱۶ جلد ۴ ص۸۰ ذکرما فعل ابوبکر بفدك وما قاله فی شانها الخ مطبوعہ بیروت درۂ نجفیہ ص۲۲۶ طبع قدیم تذکرہ کیفیۃ موتہ)

ترجمہ: جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "فدک" سے تمہاری خوراک لے لیا کرتے تھے۔ اور باقی ماندہ تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ اور فی سبیل اللہ سواریاں بھی لے کر دیا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم کھا کر تم سے اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں "فدک" کی آمدنی اسی طرح صرف کروں گا۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ تو حضرت سیدہ اس پر راضی ہو گئیں۔ اور حضرت ابوبکر صدیق سے اس کا عہد لے لیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ "فدک" کا غلہ وصول کر کے اہل بیت کی ضروریات کے مطابق انہیں دیا کرتے تھے۔ پھر ان کے بعد دوسرے خلفاء نے بھی ایسا ہی کیا۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہی عمل جاری رہا

ابوبکر صدیق کے دلائل سن کر سیدہ فاطمہ ہمیشہ کے لیے ان پر راضی ہو گئیں

شرح نہج البلاغہ: ---- ابن میثم

روایت ۲:

وَرُوِیَ اَنَّہٗ لَمَّا سَمِعَ کَلَامَهَا اَحْمَدَ اللهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ
وَصَلّٰی عَلٰی رَسُوْلِهٖ ثُمَّ قَالَ یَا خَیْرَةَ النِّسَاءِ وَابْنَةَ خَیْرِ الْآبَاءِ
وَاللهِ مَا عَدَوْتُ رَاْیَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا
عَمِلْتُ اِلَّا بِاَمْرِهٖ وَاِنَّ الرَّائِدَ لَا یَكْذِبُ اَهْلَهٗ قَدْ قُلْتِ فَاَبْلَغْتِ
وَاَغْلَظْتِ فَاَهْجَرْتِ فَغَفَرَ اللهُ لَنَا وَلَكِ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ دَفَعْتُ
اٰلَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَدَابَّتَهٗ وَحِذَاءَهٗ اِلٰی عَلِیٍّ
عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاَمَّا مَا سِوٰی ذٰلِكَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی
اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّا مَعَاشِرَ الْاَنْبِیَاءِ لَا نُوْرِثُ ذَهَبًا
وَّلَا فِضَّةً وَّلَا اَرْضًا وَّلَا عِقَارًا وَّلَا دَارًا وَّلٰكِنَّا نُوْرِثُ الْاِیْمَانَ
وَالْحِكْمَةَ وَالْعِلْمَ وَالسُّنَّةَ وَقَدْ عَمِلْتُ بِمَا اَمَرَنِیْ وَسَمِعْتُ
فَقَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ وَهَبَهَا لِیْ
قَالَ فَمَنْ یَّشْهَدُ بِذٰلِكَ فَجَاءَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَاُمُّ اَیْمَنَ
فَشَهِدَا لَهَا بِذٰلِكَ فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ
بْنُ عَوْفٍ فَشَهِدَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

يُقَسِّمُهَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ صَدَقْتِ يَا ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَصَدَقَ عَلِيٌّ وَ
صَدَقَتْ اُمُّ اَيْمَنَ وَصَدَقَ عُمَرُ وَصَدَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَذٰلِكَ اَنَّ
لَكِ مَا لِاَبِيْكِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْخُذُ مِنْ
فَدَكٍ قُوْتَكُمْ وَيُقَسِّمُ الْبَاقِيَ وَيَحْمِلُ مِنْهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَكِ
عَلَى اللّٰهِ اَنْ اَصْنَعَ بِهَا كَمَا كَانَ يَصْنَعُ فَرَضِيَتْ بِذٰلِكَ
وَ اَخَذَتِ الْعَهْدَ عَلَيْهِ بِهٖ وَكَانَ يَاْخُذُ
غَلَّتَهَا فَيَدْفَعُ اِلَيْهِمْ مِنْهَا مَا يَكْفِيْهِمْ ثُمَّ
فَعَلَتِ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهٗ كَذٰلِكَ اِلٰى اَنْ وَلِيَ
مُعَاوِيَةُ.

(شرح نہج البلاغہ ابن میثم جلد پنجم صـ۱۰۷ زیر خطبہ ۴۴ مطبوعہ تہران)

ترجمہ: روایت کی گئی ہے۔ کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدہ کا کلام سنا۔ (یعنی یہ کہ سیدہ ابوبکر سے کلام نہ کریں گی۔ تو یہ سن کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدہ کے گھر آئے۔) تو اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ اور رسول اللہ پر صلوٰۃ بھیجی۔ پھر کہا۔ اے خیر النساء! اے بہترین باپ کی بیٹی! خدا کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی مخالفت نہیں کی۔ میں نے تو ان کے کہنے پر عمل کیا۔ اور گھر کا خیر خواہ گھر والوں کی تکذیب نہیں کرتا۔ میں نے جو کچھ کہا۔ وہ فریضہ تھا۔ جو میں نے پہنچا دیا۔ لیکن آپ ناراض ہو گئیں۔ اور مجھ سے گفتگو کرنا ترک کر دی۔ اللہ مجھے اور تمہیں معاف کرے۔ اس کے بعد صدیق اکبر نے کہا۔ کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتھیار آپ کا گھوڑا اور آپ کی نعلین حضرت علی رضی اللہ عنہ

کو دے دیں۔ ان کے علاوہ باقی اشیاء کے متعلق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہم جماعت انبیاء کی وراثت سونا، چاندی، زمین، سامان اور مکان وغیرہ نہیں ہوتی۔ بلکہ ایمان، حکمت، علم اور سنت کی وراثت ہم چھوڑتے ہیں۔ میں نے وہی کچھ کیا۔ جس کا حضور نے مجھے حکم دیا۔ اور میں نے وہ حکم سُنا تھا۔ تو یہ سُن کر سیدہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ " فدک " تو رسول اللہ نے مجھے ھبہ کر دیا تھا۔ ابو بکر صدیق نے پوچھا۔ اس بات کا کوئی گواہ؟ تو حضرت علی اور ام ایمن بطور گواہ پیش ہوئے۔ اور اس امر کی گواہی دی۔ اتنے میں حضرت عمر اور عبدالرحمن بن عوف بھی آگئے۔ ان دونوں نے یہ گواہی دی۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم " فدک " کو تقسیم فرماتے تھے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے بنت پیغمبر! تو نے بھی سچ کہا۔ اے علی! تم بھی سچے ہو۔ اے ام ایمن! تم بھی سچی اور اے عمر و عبدالرحمن تم دونوں بھی سچے ہو۔ اس لیے کہ اے فاطمہ! تیرے لیے وہی کچھ ہے۔ جو آپ کے والد کا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم " فدک " کی آمدنی سے تمہاری خوراک کا اہتمام فرماتے۔ اور باقی ماندہ کو تقسیم فرما دیتے اور اس میں سے فی سبیل اللہ سواری بھی لے دیتے۔ تمہارے بارے میں اللہ سے معاہدہ کرتا ہوں۔ کہ میں اسی طرح تم سے سلوک کروں گا۔ جس طرح حضور سلوک فرمایا کرتے تھے۔ تو یہ سُن کر سیدہ فاطمہ راضی ہو گئیں۔ اور اسی پر ابو بکر صدیق سے عہد لے لیا۔ ابو بکر صدیق " فدک " کا غلہ وصول کرتے۔ اور اہل بیت کو ان کی ضرورت کے مطابق دے دیتے۔ ان کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

خلیفہ ہونے تک یہی عمل جاری رہا۔

زید ابن علی نے فدک کے بارے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو اپنا فیصلہ قرار دیا۔

ابن حدید:
روایت ۳:

قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اِنَّ فَاطِمَةَ طَلَبَتْ فَدَكَ مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ النَّبِيَّ لَا يُوْرِثُ مَنْ كَانَ النَّبِيُّ يَعُوْلُهُ فَاَنَا اَعُوْلُهُ وَمَنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ فَاَنَا اُنْفِقُ عَلَيْهِ فَقَالَتْ يَا اَبَا بَكْرٍ اَتَرِثُكَ بَنَاتُكَ وَلَا تَرِثُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَاتُهُ فَقَالَ هُوَ ذَاكَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَاَخْبَرَنَا اَبُوْ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْبَخْتَرِيُّ بْنُ حَسَّانٍ قَالَ قُلْتُ لِزَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اُهَجِّنَ اَمْرَ اَبِيْ بَكْرٍ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اِنْتَزَعَ فَدَكَ مِنْ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَقَالَ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ كَانَ رَجُلًا رَحِيْمًا وَكَانَ يَكْرَهُ اَنْ يُغَيِّرَ شَيْئًا فَعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْهُ فَاطِمَةُ فَقَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَانِيْ فَدَكَ

فَقَالَ لَهَا هَلْ لَكِ عَلٰى هٰذَا بَيِّنَةٌ فَجَاءَتْ بِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَشَهِدَ لَهَا ثُمَّ جَاءَتْ اُمُّ اَيْمَنَ فَقَالَتْ اَلَسْتُمَا تَشْهَدَانِ اَنِّيْ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَا بَلٰى قَالَ اَبُوْ زَيْدٍ يَعْنِيْ اَنَّهَا قَالَتْ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ قَالَتْ فَاَنَا اَشْهَدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهَا فَدَكَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَرَجُلٌ اٰخَرُ اَوِ امْرَاَةٌ اُخْرٰى لِتَسْتَحِقِّيْ بِهَا الْقَضِيَّةَ ثُمَّ قَالَ زَيْدٌ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ رَجَعَ الْاَمْرُ اِلَيَّ لَقَضَيْتُ فِيْهِ بِقَضَاءِ اَبِيْ بَكْرٍ۔

(ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص۸۲ مطبوعہ بیروت بڑا سائز فی الاخبار الواردۃ فی فدک وما منع فیہا)

ترجمہ: ابوسلمہ سے روایت ہے۔ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابوبکر صدیق سے "فدک" کا مطالبہ کیا۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ کہ نبی کی وراثت نہیں ہوتی۔ لہذا آپ جس کی کفالت کیا کرتے تھے میں بھی اس کی کفالت کروں گا۔ اور جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خرچہ دیا کرتے تھے۔ میں بھی اُسے خرچہ دوں گا۔ تو سیدہ نے کہا۔ تمہارے مرنے کے بعد تمہاری بیٹیاں وارث بنیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ان کی بیٹیاں وارث نہ ہوں؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بات ایسے ہی ہے۔ ابوبکر جوہری کہتا ہے۔ کہ بختری بن حسان نے زید بن علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ (اس پوچھنے کی غرض یہ تھی۔ کہ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو داغدار کیا جائے) کہ ابوبکر صدیق نے سیدہ فاطمہ سے باغ فدک چھین لیا تھا۔ تو جناب زید نے فرمایا۔ کہ ابوبکر بڑے رحم دل آدمی تھے۔ اور جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادا فرماتے رہے۔ اس میں ردوبدل مکروہ جانتے تھے۔ پھر آپ کے پاس سیدہ فاطمہ تشریف لائیں۔ اور کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے "فدک" عطا کر دیا تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بات پر گواہی طلب کی۔ تو سیدہ نے حضرت علی کو بطور گواہ پیش کیا۔ انہوں نے سیدہ کے حق میں گواہی دی پھر ام ایمن آئیں۔ تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں۔ کیا تم دونوں خیر جنتی ہونے کی گواہی نہیں دیتے۔ دونوں نے کہا۔ ہاں آپ ضرور جنتی ہیں۔ ابو زید کہتا ہے۔ کہ ایسا کرنا دراصل ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو تیلانا تھا ام ایمن نے بھی فدک کے بارے میں گواہی دی۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کو دے دیا تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ایک اور مرد یا ایک اور عورت اپنے حق میں بطور گواہ پیش کرو۔ تاکہ تمہارے حق میں فیصلہ ہو جائے۔ پھر زید (راوی حدیث نے کہا۔ اللہ کی قسم اگر یہی معاملہ میرے سپرد کر دیا جائے۔ اور مجھے فیصلہ کرنے کو کہا جائے۔ تو میں بھی وہی فیصلہ کروں۔ جو ابوبکر صدیق رضی اللہ نے کیا۔

امام باقر رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر فرمایا کہ ابوبکر صدیق نے فدک کے بارے میں ہم پر رائی بھر بھی ظلم نہیں کیا

ابن حدید:

روایت ۱۲:

قُلْتُ لِاَبِیْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاکَ اَرَاَیْتَ اَبَابَکْرٍ وَّعُمَرَ ھَلْ ظَلَمَاکُمْ مِنْ حَقِّکُمْ شَیْئًا اَوْ قَالَ ذَھَبَا مِنْ حَقِّکُمْ بِشَیْءٍ فَقَالَ لَا وَالَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا مَاظَلَمْنَا مِنْ حَقِّنَا مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ اَفَاَتَوَلَّاھُمَا قَالَ نَعَمْ وَیْحَکَ تَوَلَّھُمَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمَا اَصَابَکَ فَفِیْ عُنُقِیْ ثُمَّ قَالَ فَعَلَ اللّٰہُ بِالْمُغِیْرَۃِ وَبَنَانَ فَاِنَّھُمَا کَذَبَا عَلَیْنَا اَھْلِ الْبَیْتِ۔

(ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص۸۲)

ترجمہ: ابو عقیل کہتے ہیں۔ میں نے امام باقر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ کہ میری جان آپ پر قربان۔ کیا ابو بکر اور عمر نے تمہارے حقوق کے بارے میں کچھ ظلم کیا۔ یا تمہارے حق دبائے رکھے۔ فرمایا نہیں۔ اس

اللہ کی قسم! جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا۔ تاکہ تمام جہانوں کے لیے وہ نذیر بن جائے۔ ہمارے حقوق میں سے ایک رائی کے دانہ برابر بھی انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔ میں نے کہا۔ آپ پر قربان جاؤں۔ کیا میں ان سے محبت رکھوں؟ فرمایا ہاں۔ تو برباد ہو جائے انہیں دونوں جہانوں میں دوست رکھ۔ اور اگر اس وجہ سے تجھے کوئی نقصان ہو۔ تو میرے ذمہ ہے۔ پھر امام نے فرمایا۔ مغیرہ اور بنان سے خدا نپٹے۔ ان دونوں نے ہم اہل بیت پر جھوٹ گھڑا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سفارش کرنے پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی راضی ہو گئیں

بعض شیعہ حضرات جب مذکورہ بالا عبارات کو پڑھ کر زچ ہو جاتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ چلو ہم نے مان لیا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر راضی ہو گئیں مگر آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر بھی تو ناراض تھیں۔ سیدہ کا عمر رضی اللہ عنہ سے راضی ہونے کا مذکورہ عبارات میں کوئی لفظ نہیں۔

تو ہم ان کی تسلی کے لیے شیعہ حضرات کی معتبر کتاب بیت الاحزان سے ایک روایت پیش کیے دیتے ہیں جس میں واضح الفاظ کے ساتھ موجود ہے کہ سیدہ فاطمہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر راضی ہو گئیں۔

بیت الاحزان:

قَالَ فَلَمَّا بَايَعَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالزُّبَيْرُ وَ هَدَأَتْ تِلْكَ الْفَوْرَةُ مَشٰى اِلَيْهَا اَبُوْبَكْرٍ بَعْدَ

ذَالِكَ فَتَشَفَّعَ لِعُمَرَ وَ طَلَبَ اِلَيْهَا فَرَضِيَتْ عَنْهُ۔

بیت الاحزان صفحہ ۸۸ مصنفہ شیخ عباس قمی طبع اصفہان

طبع جدید

ترجمہ: جب علی مرتضیٰ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور حالات پر سکون ہو گئے تو ابوبکر صدیق اس کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور عمر فاروق کے لیے سفارش کی اور رضا کے طلبگار ہوئے تو آپ راضی ہو گئیں۔

مذکورہ بالا عبارت سے درج ذیل دو باتیں واضح ہوئیں:

۱۔ سیدہ فاطمہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر راضی تھیں۔

۲۔ سیدہ فاطمہ صدیق اکبر پر یوں صمیم قلب سے راضی تھیں کہ ان کی سفارش پر عمر فاروق سے بھی راضی ہو گئیں۔

سوال: اس کا مطلب یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ سے کوئی زیادتی کی تھی جس کے لیے ابوبکر کو سفارش کرنی پڑی؟

جواب: یہ عبارت بخاری یا مسلم کی نہیں کہ اس سے ہم پر کوئی اعتراض آ سکے یہ بیت الاحزان کی عبارت ہے جس میں عمر فاروق سے سیدہ کی ناراضگی کا موجود ہونا ہمارے لیے کوئی حجت نہیں البتہ اس میں عمر رضی اللہ عنہ سے سیدہ کی رضا کا موجود ہونا تم شیعوں پر ضرور حجت ہے۔

حضرت علی اپنے زمانہ خلافت میں بھی باغ فدک کے متعلق شیخین کی مخالفت جائز نہ سمجھتے تھے

روایت ۷: ابن حدید:

قَالَ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ زُرَيْعٍ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُلْتُ اَرَاَيْتَ عَلِيًّا حِيْنَ وَلِيَ الْعِرَاقَ وَمَا وَلِيَ مِنْ اَمْرِ النَّاسِ كَيْفَ صَنَعَ فِيْ سَهْمِ ذَوِي الْقُرْبٰى قَالَ سَلَكَ لَهُمْ طَرِيْقَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ قُلْتُ وَكَيْفَ وَبِمَ وَاَنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ (مَا تَقُوْلُوْنَ) قَالَ اَمَا وَ اللّٰهِ مَا كَانَ اَهْلُهُ يَصْدُرُوْنَ اِلَّا عَنْ رَاْيِهٖ فَقُلْتُ فَمَا مَنَعَهٗ قَالَ كَانَ يَكْرَهُ اَنْ يُّدَّعٰى عَلَيْهِ مُخَالَفَةُ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ۔

(ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص۸۶)

ترجمہ: محمد بن اسحاق نے امام ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ عراق کے والی ہوئے۔ تو اس وقت لوگوں کے تمام امور ان کے زیر تصرف تھے۔ اس وقت انہوں نے ذوی القربیٰ کے حصہ کا کیا بنایا۔ فرمایا۔ ان کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہی طریقہ اپنایا جو ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کا تھا۔ میں نے پوچھا۔ یہ کیسے۔ اور کیوں؟ حالانکہ تم ان دونوں کے بارے اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے ہو۔ فرمایا اللہ کی قسم! اہل عراق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے سے کام کیا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا۔ تو پھر کس چیز نے ذو القربیٰ کو ان کا حصہ دینے سے منع کیا۔ فرمایا۔ اس خوف نے کہ کہیں ان پر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت کا الزام نہ آ جائے۔

☆☆☆☆

☆

حضرت علی نے فرمایا کہ باغ فدک کے متعلق شیخین کی مخالفت سے مجھے اللہ سے حیا آتی ہے

ابن حدید:

روایت ۲:

فَقَالَ فَحَمِدَ اَبُوْبَكْرٍ اللّٰهَ وَ اَثْنٰى عَلَيْهِ وَ صَلّٰى عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يَا خَيْرَةَ النِّسَآءِ وَ ابْنَةَ خَيْرِ الْاٰبَآءِ وَ اللّٰهِ مَا عَدَوْتُ رَأْيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَلَا عَمِلْتُ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَ اِنَّ الرَّائِدَ لَا يُكَذِّبُ اَهْلَهٗ وَ اِنِّیْ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ اِنَّا مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَآءِ لَا نُوْرِثُ ذَهَبًا وَ لَا فِضَّةً وَ لَا دَارًا وَ لَا عِقَارًا وَ اِنَّمَا نُوْرِثُ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ الْعِلْمَ وَ النُّبُوَّةَ قَالَ فَلَمَّا وَصَلَ الْاَمْرُ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلِّمَ فِيْ رَدِّ فَدَكٍ فَقَالَ اِنِّیْ لَاَسْتَحْيِیْ مِنَ اللّٰهِ اَنْ اَرُدَّ شَيْئًا مَنَعَ مِنْهُ اَبُوْ بَكْرٍ وَ اَمْضَاهُ عُمَرُ۔

(ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص۱۳۰ فی رد المرتضیٰ علی قاضی القضاۃ۔ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: راوی کہتا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و ثنا کہی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجا۔ اور پھر کہا۔ اے خیر النساء اے بہترین والد کی بیٹی! اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے خلاف نہیں کیا۔ اور میں نے صرف ان کے کہنے پر عمل کیا۔ اور پانی و گھاس کا متلاشی اپنے بھیجنے والوں سے جھوٹ نہیں بولا کرتا۔ میں اللہ کی گواہی دیتا ہوں۔ اور اللہ کافی گواہ ہے۔ بے شک میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ کہ ہم جماعت انبیاء بطور میراث نہ سونا چھوڑتے ہیں، نہ چاندی نہ زمین اور نہ سازو سامان، ہماری وراثت کتاب و حکمت اور علم و نبوت ہوتی ہے۔ فرمایا۔ جب معاملہ خلافت حضرت علی بن ابی طالب کے پاس پہنچا۔ آپ سے "فدک" کے لوٹائے جانے میں گفتگو ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم! مجھے اس چیز کے لوٹانے سے شرم خدا آتی ہے۔ جس کو ابوبکر نے نہیں لوٹایا۔

حدیث رسول سننے کے بعد سیدہ فاطمہ کا ناراضگی کے ساتھ لوٹ جانا ناممکن تھا

ابن حدید:

روایت ۸:

قَالَ الْمُرْتَضٰى وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْكَلَامُ عَلٰى هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ طُرُقٍ مُّخْتَلِفَةٍ وَّوُجُوْهٍ كَثِيْرَةٍ فَمَنْ اَرَادَهَا اَخَذَهَا مِنْ مَّوَاضِعِهَا فَكَيْفَ يُدَّعٰى اَنَّهَا عَلَيْهَا السَّلَامُ

كَفَّتْ رَاضِيَةً وَّاَمْسَكَتْ قَانِعَةً لَوْلَا الْبَيْتُ وَقِلَّةُ الْحَيَاءِ قُلْتُ لَيْسَ فِيْ هٰذَا الْخَبَرِ مَا يَدُلُّ عَلٰى فَسَادِ مَا اِدَّعَاهُ قَاضِي الْقُضَاةِ لِاَنَّهٗ اِدَّعٰى اَنَّهَا نَازَعَتْ وَخَاصَمَتْ ثُمَّ كَفَّتْ لَمَّا سَمِعَتِ الرِّوَايَةَ وَانْصَرَفَتْ تَارِكَةً لِلنِّزَاعِ رَاضِيَةً بِمُوْجِبِ الْخَبَرِ الْمَرْوِيِّ وَمَا ذَكَرَهُ الْمُرْتَضٰى مِنْ هٰذَا الْكَلَامِ لَا يَدُلُّ اِلَّا عَلٰى سَخَطِهَا حَالَ حُضُوْرِهَا وَلَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهَا بَعْدَ رِوَايَةِ الْخَبَرِ بَعْدَ اَنْ اَقْسَمَ لَهَا اَبُوْ بَكْرٍ بِاللّٰهِ تَعَالٰى اَنَّهٗ مَا رَوٰى عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مَا سَمِعَهٗ مِنْهُ انْصَرَفَتْ سَاخِطَةً۔

(ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد ۴ ص۹۴ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: شیخ مرتضیٰ نے کہا کہ "قضیہ فدک" کے بارے میں کلام مختلف طرق سے روایت کیا گیا ہے۔ جو چاہے کہ ان مختلف وجوہ کا مطالعہ کرے اُسے ان مقامات کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ یہ کیسے دعویٰ ہو سکتا ہے۔ کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا راضی ہو کر خاموش ہو گئیں۔ اور صبر و قناعت سے مزید گفتگو کرنے سے رک گئیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ یہ سب کچھ کثرت حیا اور پریشانی کی وجہ سے ہوا ہو۔

میں کہتا ہوں۔ کہ اس خبر میں قاضی القضاۃ کے دعویٰ کو فاسد ثابت کرنے والی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ اس نے دعویٰ یہ کیا ہے۔ کہ سیدہ رضی اللہ عنہا نے باغ فدک کے بارے میں جھگڑا کیا۔ پھر جب

روایت سُنی۔ تو جھگڑا ختم کر دیا۔ اور نزاع کو چھوڑ کر روایت کے مضمون پر رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے واپس تشریف لے گئیں۔ اور جو کچھ اس کلام سے "مرتضیٰ" نے ذکر کیا۔ وہ صرف سیدہ کی اس ناراضگی کو ظاہر کرتا ہے۔ جو بوقتِ حاضریٔ عدالت تھی لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ خبر کی روایت کے بعد اور ابو بکر صدیق کے قسم اٹھانے کے بعد کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا۔ غصہ اور ناراضگی میں واپس آگئیں۔

وضاحت:

روایت ۸ کا حاصل یہ ہے۔ کہ شیخ مرتضیٰ شیعی نے اپنی کتاب "شافی" میں قاضی القضات کے ان دلائل کا رد کیا ہے۔ جن میں اس نے ثابت کیا تھا۔ کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے "باغ فدک" کے بارے میں تنازع کیا۔ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے "انا معاشر الانبیاء لا نورث" ارشادِ رسول پیش کیا۔ تو سیدہ خاموشی سے واپس آگئیں۔ جس کے بعد انہوں نے کبھی "باغ فدک" کے متعلق کلام نہ فرمایا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سیدہ بوقتِ تنازع اگرچہ ناراض تھیں۔ لیکن بوقتِ واپسی راضی تھیں۔

اس دلیل کے رد میں شیخ مرتضیٰ شیعی نے "شافی" میں کہا۔ کہ یہ کہنا کہ "سیدہ بخوشی واپس آئی تھیں۔ اور اس کے بعد کبھی اس معاملہ میں کلام نہ کیا۔ اس معاملہ میں کلام نہ کرنا بھی ان کی خوشی کی دلیل ہوئی" یہ غلط ہے۔ کیونکہ سیدہ کا کلام نہ کرنا اور اس معاملہ میں خاموشی کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ سیدہ کثرتِ حیاء اور پریشانی کی وجہ سے خاموش ہوئی ہوں۔

ابن حدید کا محاکمہ

اس کے بعد "ابن حدید" نے دونوں کے دلائل کا محاکمہ کرتے ہوئے اور شیخ مرتضیٰ کی دلیل کو کمزور سمجھتے ہوئے اس کا رد کیا۔ اور قاضی القضات کی تائید میں لکھا۔ کہ شیخ مرتضیٰ کی دلیل سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ سیدہ بوقت منازعت تو ناراض تھیں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سن کر خاموشی اختیار فرمائی۔ اور بعد میں بھی اس معاملہ میں کلام نہ فرمایا۔ تو ممکن ہے یہ خاموشی اور عدم تکلم بوجہ کثرت حیا نہ ہو۔ بلکہ اس کا سبب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی سماعت ہو۔ اور اس کی یہ وجہ ہے کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھا کر کہا۔ کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی۔ تو اس کے بعد بھی سیدہ کا ناراض ہو کر واپس آنا عقلاً اور نقلاً محال ہے۔

مذکورہ آٹھ روایات سے حسب ذیل فوائد حاصل ہوئے

فائدہ ۱:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ مِنْ فَدَكٍ قُوْتَكُمْ وَيُقَسِّمُ الْبَاقِيَ وَيَحْمِلُ مِنْهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ " کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ "فدک" کی آمدنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت اہل بیت، فقراء و اسلامی جنگی ضروریات میں خرچ ہوتی تھی۔ "فدک" صرف سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ یا حسنین کریمین میں سے کسی کو "ہبہ" نہ کیا گیا تھا۔ دیکھئے روایت اول و دوم

فائدہ ۲ :

" وَ اَخَذَتِ الْعَهْدَ عَلَيْهِ بِهٖ " سے پتہ چلا۔ کہ سیدہ رضی اللہ عنہا نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے " باغ فدک " کی آمدنی اسی طرح خرچ کرنے پر معاہدہ کر لیا۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف فرمایا کرتے تھے۔ اس معاہدہ کے بعد سیدہ راضی ہو گئیں۔ دیکھئے روایت اول و دوم

فائدہ ۳ :

" وَكَانَ يَاْخُذُ غَلَّتَهَا فَيَدْفَعُ اِلَيْهِمْ مِنْهَا مَا يَكْفِيْهِمْ " سے معلوم ہوا۔ کہ " فدک " کی پیداوار سے سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم حسب سابق صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اپنا حصہ لیتے رہے۔ دیکھئے روایت اول و دوم

فائدہ ۴ :

" ثُمَّ فَعَلَتِ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهٗ كَذَالِكَ اِلٰى اَنْ وَلِيَ مُعَاوِيَةُ " کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے امیر معاویہ کے والی بننے تک " فدک " کی آمدنی بعینہٖ اسی طرح صرف ہوتی رہی۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے اس میں ردو بدل نہ ہوا۔ کیونکہ یہ حضرات اسی طرح صرف کرنے کو منشاء الٰہی سمجھتے تھے۔ لہٰذا جب صدیق اکبر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سا عمل اپنایا۔ تو سیدہ فاطمہ کا ان سے اس بنا پر ناراض ہونا معلوم ہوتا ہے یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہے۔ ورنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا عملِ رسول سے ناراض ہو جائیں۔ یہ بھی ناممکن۔ اور ناراضگی بھی رہے۔ پھر خرچہ بھی بدستور وصول کرتی رہیں۔ یہ بھی انہیں زیب نہیں دیتا۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ " غَضِبَتْ " کا لفظ غلط فہمی کا نتیجہ تھا۔

نیز یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ جو لوگ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر یہ الزام دھرتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنی خلافت میں " فدک " مروان کو دے دیا تھا۔ یہ غلط اور بے بنیاد

ہے۔ بلکہ اس کی بجائے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ سیدنا عثمان غنی کا بھی اس بارے میں وہی عمل تھا۔ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھا۔ جو عمل میں یکسانیت ہے۔ تو جس طرح سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دورِ صدیقی میں خرچہ وصول کرتی تھیں۔ اسی طرح دورِ فاروقی اور عثمانی میں بھی ان کی اولاد وصول کرتی رہی۔ دیکھئے روایت اوّل و دوم

فائدہ ۵:

"لَمَّا سَمِعَ کَلَامَهَا" سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناراضگی کا علم ہوا۔ تو فوراً انہیں راضی کرنے کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ دیکھئے روایت دوم

فائدہ ۶:

"ثُمَّ قَالَ یَا خَیْرَةَ النِّسَآءِ وَ ابْنَةَ خَیْرِ الْاٰبَاءِ" کے الفاظ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سیدہ کو تمام جہان کی عورتوں سے افضل کہہ رہے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں سے افضل گردانتے ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ (دیکھئے روایت دوم و ہفتم)

فائدہ ۷:

"وَاللّٰهِ مَا عَدَوْتُ رَاْیَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَمِلْتُ اِلَّا بِاِذْنِهٖ" کے الفاظ شاہد ہیں۔ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عمل بالکل سنت نبوی کے مطابق تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی جیتی جاگتی تصویر تھی۔ روایت دوم و ہفتم

فائدہ نمبر ۸:

"وَذَالِكَ اَنَّ لَكِ مَا لِاَبِیْكِ (الی) كَمَا كَانَ یَصْنَعُ" سے معلوم ہوا۔ کہ سیدہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کو تسلیم کر لیا تھا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم باغ فدک کی آمدنی میں اسی طرح تھی۔ یعنی خرچہ دے کر فقراء و مساکین میں تقسیم کر دینا اور فی سبیل اللہ خرچ کرنا۔ دیکھئے روایت دوم

اسی لیے اسی طرح صرف کرنے کا کہنے سے کریدہ صدیق اکبر سے راضی ہو گئیں۔

فائدہ ۹:

وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُغَيِّرَ شَيْئًا فَعَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ جملہ کہہ کر زید بن علی رضی اللہ عنہ نے تسلیم کیا ہے۔ کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو "نَحْنُ مَعَاشِرَ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُوَرِّثُ" حدیث رسول سنائی۔ اور باغ فدک ان کو عطا نہ کیا۔ تو اس سے صدیق اکبر کی غرض یہ تھی۔ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فعل کی تبدیلی گوارا نہیں کرتے تھے۔ دیکھئے روایت سوم

فائدہ ۱۰:

اہل بیت کے علمائے کرام میں سے حضرت زید نے اس امر کی تصدیق کر دی۔ کہ "باغ فدک" عطا نہ کرنے کا جو فیصلہ صدیق اکبر نے کیا تھا۔ بالکل درست تھا۔ اسی لیے کہا۔ کہ ابو بکر کی جگہ میں ہوتا۔ تو میں بھی وہی فیصلہ کرتا۔ جو ابو بکر صدیق نے کیا۔ روایت پنجم

فائدہ ۱۱:

حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ کے رویہ نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ اہل بیت کے دل میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی حسد و بغض نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو زید بن علی ان کی شان میں تعریفی الفاظ ذکر نہ فرماتے۔ بلکہ تنقیص و تردید کرتے۔

فائدہ ۱۲:

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے ایک سائل کے جواب میں جو ارشاد فرمایا۔ کہ شیخین میں سے کسی نے ہمارے حقوق میں سے رائی کے دانہ برابر بھی کوئی حق غصب نہیں کیا۔ اس ارشاد کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ جو لوگ شیخین پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ انہوں نے اہل بیت کے حقوق غصب کیے۔ یہ بالکل غلط اور لغو ہے۔ دیکھئے روایت چہارم

فائدہ ۱۳: امام باقر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی واضح کر دیا۔ کہ اہل بیت سے محبت کا

یہ مطلب نہیں۔ کہ شیخین کو بُرا بھلا کہا جائے۔ بلکہ فرمایا۔

"تو لهما فی الدنیا و الاخرة"، ان دونوں کی دوستی کی تلقین فرمائی۔ لہذا جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ شیخین سے محبت باعث ہلاکت ہے۔ سراسر غلط ہے۔ امام باقر رضی اللہ عنہ تو ان سے محبت کرنے والے کے نقصان کی تلافی اپنے ذمہ لے رہے ہیں۔ کیا کوئی دشمن کی ذمہ داری لیتا ہے؟ روایت چہارم

فائدہ ۱۴:

امام باقر کے الفاظ سے یہ بھی وضاحت ہو گئی۔ کہ اہل بیت اور صحابہ کرام کے درمیان جو بغض و عداوت کے من گھڑت واقعات بنائے گئے ہیں۔ سب بے اصل ہیں۔ کیونکہ ان واقعات کو گھڑنے والے مغیرہ بن سعید، بنان البیان کے بارے میں فرمایا۔ یہ دونوں بہتان تراش ہیں۔

بنان البیان اور مغیرہ بن سعید کون تھے۔

رجال کشی:

حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِيْ بُكَيْرٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ (ع) قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ لَعَنَ اللّٰهُ بَنَانَ الْبَيَانِ وَ اِنَّ بَنَانًا لَعَنَهُ اللّٰهُ كَانَ يَكْذِبُ عَلٰى اَبِيْ اَشْهَدُ اَنَّ اَبِيْ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ كَانَ عَبْدًا صَالِحًا۔

عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ (ع) قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ سَعِيْدٍ اَنَّهُ كَانَ يَكْذِبُ عَلٰى اَبِيْ فَاَذَاقَهُ

اللّٰهُ حَرَّ الْحَدِيْدِ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَالَ فِيْنَا مَا لَا نَقُوْلُهٗ فِيْ اَنْفُسِنَا وَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اَزَالَنَا عَنِ الْعُبُوْدِيَّةِ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَنَا وَ اِلَيْهِ مَآبُنَا وَ مَعَادُنَا وَبِيَدِهٖ نَوَاصِيْنَا۔

(رجال کشی ص ۲۵۵ مطبوعہ کربلا تذکرہ ابوالخطاب)

ترجمہ: زرارہ نے ابوجعفر امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ کہ امام موصوف نے فرمایا۔ اللہ، بنان البیان پر لعنت کرے۔ بے شک بنان لعنۃ اللہ علیہ نے میرے والد پر بہتان باندھے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ میرے والد علی بن حسین صالح آدمی تھے۔

امام باقر رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن سعید پر اللہ کی لعنت کا ذکر کیا۔ اور فرمایا۔ کہ اس نے میرے والد کی طرف جھوٹ منسوب کئے۔ اللہ نے اُسے لوہے کی گرمی کا عذاب چکھایا۔ اللہ ان لوگوں پر لعنت کرے جنہوں نے ہمارے بارے میں وہ کچھ کہا۔ جو ہم نے اپنے بارے میں نہیں کہا۔ اللہ کی لعنت ان پر جنہوں نے ہمیں عبودیت سے نکال کر معبود بنایا۔ اس اللہ کی عبودیت سے نکالا۔ جس نے ہمیں پیدا کیا۔ اسی کی طرف ہمارا لوٹنا اور پلٹنا ہے۔ اور اسی کے قبضہ میں ہماری باگ ڈور ہے۔

چونکہ ان دونوں (بنان البیان، مغیرہ بن سعید) نے اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم کی طرف جھوٹی روایات منسوب کیں۔ اور عداوت و بغض و عناد کی من گھڑت داستانیں وضع کیں۔ لہٰذا یہ لعنت کے سزاوار ہوئے۔

فائدہ ۱۵ :

جو حصہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آل سادات کے لیے مقرر کیا تھا۔ وہ ان کو امام زین العابدین کے زمانہ تک ملتا رہا۔

فائدہ ۱۶ :

شیخین رضی اللہ عنہما نے "باغ فدک" کی آمدنی سے اہل بیت کو محروم نہیں کیا۔ بلکہ اس کو تقسیم کرنے کی اجازت نہیں دی۔

فائدہ ۱۷ :

بیت الاحزان کی عبارت سے صاف معلوم ہو گیا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نہ صرف یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر راضی تھیں۔ بلکہ آپ کی سفارش پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی راضی ہو گئیں۔

فائدہ ۱۸ :

عبداللہ بن موسیٰ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پانچویں پشت نیچے ہیں۔ جب انہوں نے واضح کر دیا۔ کہ ہمارے اور شیخین کے درمیان کوئی ناراضگی نہ تھی۔ تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ اہل بیت اور شیخین کے درمیان عداوت وحسد وبغض کی داستانیں بعد میں گھڑی گئیں۔

فائدہ ۱۹ :

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں "باغ فدک" کے بارے میں وہی عمل اپنایا۔ جو شیخین نے اپنایا تھا

فائدہ نمبر ۲۰:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دورِ خلافت میں جب "باغ فدک" کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ تو جواب فرمایا۔ کہ مجھے اپنے ذوی القربیٰ میں "باغ فدک" بانٹنے سے جب کہ شیخین نے ایسا نہیں کیا۔ اللہ سے شرم وحیاء آتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شیخین کے فیصلہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہی سمجھا اور ان کی مخالفت کو اللہ اور رسول کی مخالفت سمجھا۔ دیکھئے روایت ہفتم

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض:

روایت نمبر ۲ میں مذکور عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ "باغ فدک" سیدہ خاتون جنت کو دینا ہی نہیں چاہتے تھے۔ وہ اس طرح کہ جب سیدہ نے اپنے دو گواہ پیش کیے۔ ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسری ام ایمن رضی اللہ عنہا۔ تو ان دونوں کی گواہی ثبوت دعویٰ کے لیے کافی سمجھ کر ابو بکر رضی اللہ عنہ جنابہ سیدہ کے حق میں باغ فدک کا فیصلہ کر دینا چاہیئے تھا۔ لیکن ہوا یہ کہ ان دو گواہوں کے بعد ان کے خلاف دو گواہوں نے گواہی دی۔ (عمر بن خطاب، عبدالرحمٰن بن عوف) تو آپ نے چاروں کو صَدَقَ، صَدَقَ کہا۔ آپ کا یہ رویہ اس بات کا غماز ہے۔ کہ آپ "باغ فدک" سیدہ کو عطا ہی نہیں کرنا چاہتے تھے۔

جواب:

سب سے پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ یہ عبارت ہماری نہیں۔ بلکہ "ابن میثم شیعہ" کی ہے۔ جس کو ہم پر اعتراض کرنے کے لیے بطور حجت پیش نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ

ہمارے خلاف اس کی کوئی بات قابل حجت نہیں۔ اس لیے ہم پر اس کا جواب دینا ضروری نہیں۔

دوسری بات یہ ہے۔ کہ اس سے قبل "ہبہ" کی روایات کی تحقیق میں ہم نے ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ یہ روایات شیعہ کی خود ساختہ ہیں۔ اس لیے بے اصل اور ناقابلِ توجہ ہیں۔

تیسری بات یہ کہ ہم اس اعتراض کو بفرض محال مان لیتے ہیں۔ تو بھی ان دونوں میں تعارض و تباین نہیں۔ بلکہ ان کے درمیان تطبیق ممکن ہے۔ وہ اس طرح کہ "باغ فدک" کی آمدنی چونکہ مختلف مدات میں خرچ ہوتی رہی۔ جن میں سب سے پہلے سیدہ اور اہل بیت کا حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نکال لیتے تھے۔ باقی ماندہ غربا و مساکین میں تقسیم ہوتا تھا تو اس وجہ سے کہ سب سے پہلے ہمیں دیا جاتا ہے۔ سیدہ نے یہ سمجھا ہو۔ کہ "فدک" ہماری ملک کر دیا گیا ہو۔ اور انہی آثار کی بنا پر حضرت علی اور ام ایمن کی گواہی حضرت خاتونِ جنت کے حق میں گزری۔ لیکن سیدہ "فدک" کی باقی آمدنی کی تقسیم کا انکار نہیں کرتیں۔ اور اسی طرح حضرت عمر بن خطاب اور عبدالرحمٰن بن عوف نے تقسیم کے عمل کے لحاظ سے گواہی دی۔ کہ یہ فدک کسی کی ملکیت نہیں۔ اگر ملکیت ہوتا۔ تو مالک کی اجازت سے تقسیم ہوتی۔ تو دونوں طرف کے گواہوں نے "فدک" کی مختلف حیثیت کے پیش نظر گواہی دی اپنی اپنی گواہی میں وہ سچے تھے۔ اس لیے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کمال دانائی سے دونوں کی گواہی کی تصدیق فرمادی۔ گویا حیثیت کے اختلاف کے باوجود دونوں طرف کے گواہ اس بات پر متفق تھے۔ کہ "فدک" کی آمدنی غربار وغیرہ کو بانٹ دی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے صدیق اکبر نے جب سب کی تصدیق کی تو کسی فریق نے بمعہ اپنے گواہان کے دوسرے فریق کے گواہوں پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ بلکہ تقسیم پر اتفاق کرتے ہوئے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا عہد لے کر راضی ہو گئیں۔ لہٰذا اس

سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ نہ تو ان شہادتوں میں اختلاف حقیقی تھا۔ اور نہ ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ سے ان کا حق چھیننے کے درپے تھے۔

تبصرہ:

ہم نے شیعہ سنی دونوں کی مختلف کتب سے روایات لکھیں۔ ان کو بنظر انصاف پڑھنے والا لازمی اس نتیجہ پر پہنچے گا۔ کہ سیدہ فاطمہ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے درمیان کوئی مستقل ناراضگی نہ تھی۔ کہ ہم کہہ سکیں۔ کہ اسی ناراضگی پر سیدہ کا انتقال ہوا۔ کیونکہ جب صدیق اکبر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پیش کی۔ اسے سن کر خاتونِ جنت کا ناراض ہونا ازروئے شرع بھی ممنوع ہے۔ اور پھر اس پر مزید یہ کہنا کہ آپ آخری دم تک ناراض رہیں۔ بالکل بکواس ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی مسلمان سے تین دن تک قطع کلامی حرام فرمائیں۔ اور تم آخری عمر تک اسے جائز سمجھو۔ یہ کون سی منطق ہے۔ معلوم ہوا۔ کہ سیدہ فاطمہ کی ناراضگی کا جھوٹا طوفان اور مسلمانوں میں فرقہ بندی کا شور سب شیعوں کا کھڑا کیا ہوا ہے۔ جس کی کوئی اصل نہیں۔

تنبیہ:

یاد رہے۔ کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا عام عورتوں کی طرح نہیں۔ جیسا کہ تم نے سمجھ رکھا ہے۔ بلکہ آپ وہ ہیں۔ جنہوں نے اپنے وصال کے وقت یہ وصیت فرمائی تھی۔ کہ مجھے رات کی تاریکی میں قبرستان لے جانا۔ اور تاریکی میں ہی دفن کرنا۔ تاکہ میرے جسم کی طرف کوئی اشارہ بھی نہ کر سکے۔ اور اس کے علاوہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری لمحات میں سیدہ کو روتے دیکھا۔ تو فرمایا۔ اے فاطمہ! صبر کرو۔ تم بہت جلد میرے پاس پہنچنے والی ہو۔ اس کے چھ ماہ کے اندر اندر آپ واصل

بحق ہو گئیں۔ جس طیبہ طاہرہ اور پاکدامن خاتون کا یہ سیرت و کردار ہو اور اسے اپنی بقیہ زندگی کے ایام بھی معلوم ہوں۔ وہ عالی صفات بتول اس دنیا کے مال کے لیے تمام لوگوں کے سامنے عدالت میں کیسے جا سکتی ہیں۔

چیلنج:

میں شیعہ برادری کے تمام علماء کو چیلنج کرتا ہوں۔ کہ ہر اس مولوی، ذاکر اور مجتہد کو بیس ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ جو ایک حدیث صحیح دکھا دے۔ جس میں یہ مذکور ہو۔ کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی ہو۔ لیکن دوران ملاقات کلام نہیں ہوا۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکافرین

بہتان فدک کے چار ستون

بہتان فدک کے چار ستون ہیں .... ملاحظہ ہوں

ستون اول:

"یُوصِیکُمُ اللّٰهُ فِیۡۤ اَوۡلَادِکُمۡ لِلذَّکَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ"

اس آیت میں مسئلہ وراثت میں حکم عام ہے۔ کہ مرنے والے کے بیٹے اس کی بیٹیوں سے دگنا حصہ لیں گے۔ اس حکم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ نہیں۔ لہٰذا آپ کا مال بھی بیٹی کو وراثت میں ملنا چاہیئے تھا۔ لیکن ابوبکر صدیق نے من گھڑت حدیث سنا کر سیدہ کو

جائز وراثت سے محروم کر دیا۔ حالانکہ قرآن پاک میں وراثت انبیاء کا ذکر، "وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ"، میں موجود ہے۔ اسی لیے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا بھی ہے "هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ"، ان دونوں آیات سے وراثت انبیاء ثابت ہوتی ہے۔

ستون دوم:

"وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ"، کے نزول کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیدہ فاطمہ کو بلا کر "فدک"، انہیں عطا فرما دیا۔ لیکن آپ کے وصال کے فوراً بعد ابوبکر صدیق نے اِسے غصب کر لیا۔

ستون سوم:

صحیح بخاری شریف میں ہے، کہ "غصب فدک"، کی وجہ سے سیدہ رضی اللہ عنہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس قدر ناراض ہوگئیں۔ کہ تادم آخر یں ان سے کلام نہ کیا۔

ستون چہارم:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت کے مطابق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کے جنازے میں شمولیت کا موقعہ نہ دیا گیا۔

اسقاط ستون اول:

آیت میراث میں خطاب امت کو ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جیسا کہ ہم اپنی اور شیعہ کتب سے ثابت کر آئے ہیں۔ کہ انبیائے کرام کی "مالی میراث"

نہیں ہوتی۔

رہا سلیمان علیہ السلام کا حضرت داؤد علیہ السلام کا وارث بننا تو اس سے "وراثت علمی" مراد ہے۔ کیونکہ اگر "مالی" ہوتی۔ تو ان کے دوسرے اٹھارہ بھائی بھی وارث ہوتے۔ اس "وراثت علمی" کو اصول کافی صفحہ ۲۲۵ طبع جدید کتاب الحجۃ باب ان الائمۃ ورثوا علم النبی الخ۔ پر مسلّم رکھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا میں بھی "وراثت نبوت و علم و حکمت" مراد ہے۔ جو ان کے بیٹے یحییٰ کے پیغمبر ہونے کی صورت میں مستجاب ہوئی۔

اسقاط ستون دوم:

سورۃ روم اور سورۃ بنی اسرائیل دونوں مکی ہیں۔ جن میں "وَآتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ" مذکور ہے۔ اور "باغ فدک" کا معاملہ مکی زندگی میں رونما ہی نہ ہوا تھا۔ اس لیے اِسے اس معاملہ کے ضمن میں پیش کرنا انتہائی حماقت ہے "فدک" ہجرت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں آیا۔ پھر آپ نے قبضہ میں آنے سے پہلے "ہبہ" کیسے کر دیا۔

اسقاط ستون سوم:

"غَضِبَتْ فَاطِمَۃُ" کے الفاظ راوی نے اپنی طرف سے قیاس اور اندازے کے پیش نظر زائد کر دیئے۔ جس سے یہ روایت بالمعنی قرار پائی۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ کوئی شیعہ یہ ثابت کر دے۔ کہ اس قسم کے ناراضگی کے الفاظ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے منہ سے نکلے ہیں۔ تو اُسے منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ یہ اسی طرح قیافہ آرائی ہے۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بالاخانہ میں تشریف لے جانا کہ

لوگوں کو اس سے یہ تاثر ملا۔ کہ آپ نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی۔

اسی طرح سیدہ رضی اللہ عنہا کا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہ کرنا۔ ان کی ناراضگی کے لیے دلیل بنائی گئی۔ حالانکہ ایسا حقیقت میں نہ تھا۔ حالانکہ در شرح ابن میثم اور درہ نجفیہ، کے مطابق جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں "فدک" کی آمدنی انہی مصارف پر خرچ کروں گا۔ جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف فرمایا کرتے تھے۔ تو "فرضیت بذالك و اخذت العهد عليه"، کے الفاظ ان دونوں مصنفین نے لکھے۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ سیدہ کی ابوبکر صدیق سے ہم کلامی اور رضامندی دونوں ثابت ہیں۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ سیدہ فاطمہ نے ابوبکر صدیق سے تا دم آخر کلام نہیں فرمائی تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ نے فیصلہ ابوبکر صدیق کے بعد باغ فدک کے بارہ میں کوئی نزاعی کلام نہیں فرمائی۔ جس کی تائید شیعی مؤرخ مسعودی نے یوں فرمائی۔

التنبیہ والاشراف:

وَكَانَتْ مُهَاجِرَةً لَهُ مُنْذُ طَالَبَتْ بِإِرْثِهَا مِنْ أَبِيهَا عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ فَدَكٍ وَغَيْرِهَا وَمَا بَيْنَهُمَا مِنَ التَّنَازُعِ فِي ذٰلِكَ إِلَى أَنْ مَاتَتْ

(التنبیہ والاشراف صفحہ ۲۵۰ مطبوعہ قاہرہ طبع جدید)

ترجمہ: جب سے باغ فدک وغیرہ کے مطالبہ کی وجہ سے سیدہ نے ترک کلام فرمائی ہے (تو اس سے مراد) نزاعی کلام ہے جو ان کے درمیان سیدہ کے آخر وقت تک نہ ہوئی۔

اسقاط ستون چہارم:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ وصیت کا قصہ شیعہ لوگوں کا خود ساختہ ہے۔

نہ عقل اسے مانتی ہے۔ اور نہ نقل اس کی تائید کرتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ "اسماء بنت عمیس"، تو خود سیدہ فاطمہ کی تیمارداری کے فرائض سرانجام دیتی ہیں۔ اور آخری دم تک وہیں رہیں۔ اور بمطابق "وصیتِ سیدہ"، انہیں غسل بھی "اسماء بنت عمیس"، نے دیا۔ اس کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بنتِ رسول کے وصال کا علم نہ ہو۔ یہ عقلاً محال ہے۔

دوسرا بہتان یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جنازہ میں شرکت کا موقع نہ دیا۔ یہ بھی کذب بیانی کی انتہا ہے، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صدیق اکبر نے سیدہ کے جنازے کے وقت فرمایا۔ علی! تم نماز جنازہ پڑھاؤ۔ حضرت علی نے جواب دیا۔ خلیفہ وقت کی موجودگی میں میں جنازہ کس طرح پڑھا سکتا ہوں۔ یعنی فرض عین (نماز پنجگانہ) میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر کے متعلق فرمائیں۔ "مروا ابا بکر فلیصل بالناس"، ابوبکر کو میری طرف سے حکم دو۔ کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اور اب نماز جنازہ فرض کفایہ میں خلیفہ رسول کی موجودگی میں کس طرح میں مصلی امامت پر کھڑا ہو سکتا ہوں۔ یہی قانون تھا۔ جس کی بنا پر امام حسن رض کے جنازے کی نماز سعید ابن العاص حاکم مدینہ نے پڑھائی۔

قولِ امام حسین رضی اللہ عنہ: اگر پہلے سے یہ سنت قائم نہ ہوتی۔ تو میں تجھے اپنے بھائی کی نماز جنازہ نہ پڑھانے دیتا۔

(کامل ابن اثیر جلد ثالث ص۴۶۰ ذکر وفات الحسن الخ

کشف الغمہ جلد اول ص۵۸۶ مطبوعہ تبریز فی شہادت

الحسن علیہ السلام (مقاتل الطالبین ص۷۵ ذکر امام حسن مطبوعہ بیروت لبنان)

یہ اس امام کا کلام ہے۔ جس نے عمر بھر "تقیہ نہیں کیا"، کتب شیعہ سے ثابت ہے۔ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ اتنے حق گو اور بے باک تھے۔ کہ سید ناعمر

کو عین خطبہ کے وقت کہا۔ کہ میرے نانا جان کے منبر سے اتر جاؤ۔ حالانکہ ابھی آپ بالغ بھی نہیں ہوئے تھے۔ اس موقعہ کی نزاکت کو بھانپ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ حسین کو میں نے نہیں سکھایا۔ تو فاروق اعظم نے فرمایا۔ بیٹا تم نے سچ کہا ہے۔ علاوہ ازیں میدان کربلا آپ کی حق گوئی اور بے باکی کی عظیم داستان ہے۔ سب کچھ قربان ہو گیا۔ خود بھی جام شہادت نوش فرمالیا۔ لیکن باطل کے سامنے سرنگوں نہیں ہوئے۔ تو ان واقعات و حالات سے یہ دلیل حاصل ہوتی ہے۔ کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ کی نماز کے متعلق طریقہ مسنونہ یہی تھا۔ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امامت کراتے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی اقتداء میں نماز ادا کرتے۔ جیسا کہ آئندہ چل کر ہم ثابت کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ پر شیخین کی عدم شمولیت

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب "فدک" سے محروم کر دی گئیں۔ اور باوجود گواہوں کے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف فیصلہ فرما کر "باغ فدک" ان سے غصب کر لیا۔ تو اس غلط فیصلہ کی وجہ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہو کر گھر آ گئیں۔ اور پھر تادم آخریں ابو بکر سے گفتگو نہ کی۔

اسی غصہ کی بنا پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جہاں بوقت انتقال اور وصیتیں کیں وہاں ایک وصیت یہ بھی فرمائی۔ کہ میرے جنازہ پر ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کو حاضر نہ ہونے دیا جائے۔ تو جس طرح سیدہ کی دوسری وصیتوں پر عمل ہوا۔ اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کو دختر رسول کے جنازے میں شمولیت سے محروم رکھا۔ یوں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ کی وصیت پوری کر دکھائی۔ "ملا باقر مجلسی" نے اپنی کتاب "جلاء العیون" میں اسے ان الفاظ سے